

نا مکمل
تحریر
شمع عارفین



Copyright © 2026 Shama.Arfin

All rights reserved. No part of this book may be reproduced, distributed, or transmitted in any form or by any means, including photocopying, recording, or other electronic or mechanical methods, without the prior written permission of the author, except for brief quotations in a review or other noncommercial uses permitted by copyright law.

For permissions, inquiries, or rights requests, contact: plotplanet.github.io

Disclaimer

This is a work of fiction. Names, characters, places, and incidents either are products of the author's imagination or are used fictitiously. Any resemblance to actual persons, living or dead, events, or locations is purely coincidental.

Genre

Poetry

First Edition: 2026

Publisher: plotplanet

نا مکمل تحریر

حمد

تیری ہی یاد سے دل کو قرار ملتا ہے
بِر اک درد میں تیرا سہارا ملتا ہے

ازدهیری رات میں تو نے چراغ جلائے
ٹوٹے ہوئے دل کو پھر سے حوصلہ ملتا ہے

ہم نے سجدوں میں پایا سکونِ جان
تیرتے در سے ہی بِر اک سہارا ملتا ہے

نا مانگی کچھ بھی تیری رضا کے سوا
تیرتے کرم سے بی جینا سیکھنے ملتا ہے

گناہوں کا بوجھ جب حد سے بڑھنے لگا
تیرتے عفو میں ڈوبا کنارہ ملتا ہے

اے رب ! تو ہی ازتھا ، تو بی ابتداء
تیری ذات میں مکمل راستہ ملتا ہے

بُنْتِ حَوَّا

قوم مسلمان کو کیا ہو گیا
 راہِ حق سے ناراض سب ہو گیا
 حجاب میں ڈھکی ہے بُنْتِ حَوَّا
 مگر پورا جسم کھلا کھلا ہے
 یہ لباسِ زوق کے زمانے میں
 کب سے پانچ لگی تو بُنْتِ حَوَّا
 نقاب میں بھی ہے آدم کی بیٹی
 مگر جسم کی زیست نظر آ رہی ہے
 مجھے در ہے آخرت کے عذابوں سے
 در ہے حشر کے میدان کے عدالت سے
 اے حَوَّا کی بیٹی ، سنبھل جاؤ تم
 آخرت کو یاد کر در جاؤ تم
 رب سے میری ہے دعاء ہے ہدایت دے تجھے
 دین کی راہوں پے پھر سے چلا دے تجھے ۔

مجھے زندگی سے گلہ نہیں
 خواب و ارمان سے ملال ہے
 جنہیں تعلیم سے کوئی وفا نہیں
 بشر ایسے بھی ہیں اس جہاں میں
 خواہشیں پذپ بڑی تھیں
 خوابِ تعلیم سے الفت کی
 رنگِ زماں کو آگوش میں رکھ کر
 خواب و ارمان سے الوداع کہا
 غم تو بوا یہ انتہا مگر
 رگِ جان کو پھر سے سنبھالی
 فانی ہے دنیا ، فانی ہے خواب و ارمان
 یہ تسکین قلب بار بار کی
 باں مجھے زندگی سے گلہ نہیں
 خواب و ارمان سے ملال ہے -

مان

لکھنا چاہتی ہوں ،
 پر کیا لکھوں تیرے بارے میں
 تیری زندگی کی ملازمت لکھوں
 یا پھر تیری بدقسماں کی کہانی لکھوں
 میں لکھوں بھادر عورت تجھے
 یا پھر مجبوریوں سے دبی بے بس عورت لکھوں
 تیری صبر کی داستان لکھوں
 یا پھر اشکوں سے بھری گنگا لکھوں
 میں لکھوں تیری غمگین زندگی کو
 یا پھر تیرے لاڈ کی کہانی لکھوں
 تیری مسکراہٹ کو غموں کی دوا لکھوں
 یا پھر میری زندگی کی وجہ لکھوں
 میں لکھوں کی تو میرے گھڑ کی ملکہ ہے
 یا پھر خوابیں چھپانے والی عورت لکھوں
 تیرے چھرے کی تھکاوٹ لکھوں
 یا پھر تیری مسکراہٹ لکھوں
 میں لکھوں کی تو میری ماں ہے
 یا پھر میں اپنی جڑت لکھوں -

نہ جانے کہاں بچھر گئی ہے میری ذات
 عبادتِ رب سے غافل ہو گئی ہے میری ذات
 گناہوں کی ازدھیری میں کھو گئی ہوں
 سراطِ مستقیم سے میں دورِ قدم ہوں
 جب آئزینہ میں جھلکتا ہے خدا کا وجود
 آدم و حوا کی بیٹی سوچ کر ڈرتی ہوں
 میں مسلمان ہوں، مگر بس نام کی؟
 اور خدا کو جھانکتی ہوں تو کچھ اور پاتی ہوں
 اشک بھی ہے آنکھوں میں،
 فریاد بھی ہے لبوں پہ
 سجدے کی آرزو بھی ہے قلب میں
 سجدے کی آرزو بھی ہے قلب میں
 پر نفس کی غلامی میں الجهی ہوئی ہے چاپت ہے
 ہے کیسی تیرگی ہے، جو مجھ پے چھا گئی ہے
 نورِ ہدایت مجھ سے جیسے روٹھ گئی ہے
 میں رب سے اسکی محبت کی بھیک مانگتی ہوں
 میں اسکی ہدایت کی راہ مانگتی ہوں
 مجھے پھر سے وبی یقین، وبی ایمان دے دے
 مجھے پھر سے اے خدا
 مومنہ کی پہچان دے دے

اردو ٻوں میں، بان اردو ٻوں میں
 قدیم دنون کی رانی ٻوں میں
 ٻر اک زبان سے نکلنے والی گل ٻوں میں
 سبھوں کے دل میں جلانے والی شمع ٻوں میں
 جو سن لے ذرا بھی دل لگا کے مجھے
 تو اس کو بھانے والی زبان ٻوں میں
 جس کی ابouن په ٹھہر جاؤں میں
 بڑھ سلیقے کہ انسان کھلاتے ہیں وہ
 غمگین لوگوں کو شاعر بناتی ٻوں میں
 خوش مزاج کو عالم بنا دیتی ٻوں میں
 جو ۽ و زندگی کی کھانی ذرا سا بھی
 بتاتی ٻوں داستانوں میں اس کو بھی میں
 عاشقوں کے غم کو بیان کرتی ٻوں میں
 کسی غزل کے تین اشعاروں میں مَیں
 غالب کی پہچان کی وجہ ٻوں میں
 اقبال کے دیوانے بنائے میں مابر ٻوں میں
 مغلوں کے دلوں کو بھاتی تھی میں
 لشکروں کی زبان کھلاتی تھی میں
 قدیم ٻزد میں چاروں طرف تھی میں
 زبان میں اُول زبان تھی میں-----

ڈھنے پھولوں کے بجوم میں رہتی ہوں
 زخم گھرا کے عالم میں رہتی ہوں
 کیسے لکھ دوں وہ لفظِ رازِ جگر
 بر نشان اک سوال میں رہتی ہوں
 روز لکھنا چاہتی ہوں عمر کی داستان
 مگر ہر آہِ جمال میں رہتی ہوں
 خواب، خواب، خواب
 تھا اک ستارہ جو کھو گیا
 آج ہر خوابِ زوال میں رہتی ہوں
 رگِ جان کو سنبھالتی ہوں ہر دم
 پر خد اپنی بی ڈھال میں رہتی ہوں
 جب نگاہ اپنے وجود سے ٹکرا جائے
 میں خد اپنی مثال میں رہتی ہوں
 آہ دل سے نکلتی ہے چپکے سے
 اس فانی سائے کے جال میں رہتی ہوں
 اور پھر اک دفعہ اس قلم بے باک
 اور پھر اک دفعہ اس قلم بے باک

گلِ بھار کو دیکھ کر ترسنی ہوں
 سرِ محبت کے چھاؤں کو ترسنی ہوں
 فخر، مان، پہچان، جو گل کھلاتی ہے
 انہیں دیکھ کر ترسنی ہوں
 خوابوں کی دزیا میں جو یہ خوف ہے
 ویسے گل کو دیکھ کر ترسنی ہوں
 خوشنسیب جو گل ہوتی ہے باپ کی
 اُن گلوں کو دیکھ کر ترسنی ہوں-----

تم لکھ ربی ٻو میری زندگی اگر
 تو مجھ پر گزری ٻوئی راتون کا حساب لکھنا
 تم لکھ ربی ٻو میری زندگی اگر
 تو میرے آنسوؤن کی سیابی بھی لکھنا
 تم لکھ ربی ٻو میری زندگی اگر
 تو ڏوڻے خوابون کی مہک سمدیڻنا
 اور جب میری فطری قسمت لکھو گی تم
 تو فیصلہ قلم پر نہ چھوڑنا

Reply version

،میں لکھ دوں تیری زندگی اگر
 تو گزری راتوں کا حساب کیسے لکھوں؟
 ،تیرے صبر کے لیے الفاظ
 آخر کہاں سے تلاش کروں؟
 میں لکھ دوں تیری زندگی اگر
 تیرے آنسوؤں کو لفظوں میں
 قید نہ کر پاؤں۔
 تو نے جو اوڑھ لی بے غم کی اوڑھنی
 اُسے قلم کی حد میں کیسے لاؤں؟
 ،میں لکھ دوں تیری زندگی اگر
 تو بکھرے خوابو خوابوں کو لکھنے کا
 حوصلہ کہاں سے لاؤں؟
 تیرے احساسات کو
 الفاظ کے لباس کیسے پہناؤں؟
 اور اگر لکھ دوں تیری فطری قسمت
 تو فیصلہ قلم سے بیان نہ کر پاؤں۔
 میں ایک عام بشر
 تیری خوشیوں کی دعائیں مانگوں
 (Aruba sadaf) ~

رب سے باتیں کر لینا
 باں رب سے باتیں کر لینا
 اگر خواب ٹوٹ جائے
 دل بے چین ہو تو
 رب سے باتیں کر لینا
 باں رب سے باتیں کر لینا
 اگر کوئی ساتھ چھوڑ دے
 یا کوئی خاص کھو جائے تو
 رب سے باتیں کر لینا
 باں رب سے باتیں کر لینا
 اگر گناہوں میں ڈوب جاؤ
 اور راستہ کا پتا نہ ہو تو
 رب سے باتیں کر لینا
 باں رب سے باتیں کر لینا
 مغفرت کی طلب ہو دل میں
 بوجھل سا دل ہو گیا ہو تو
 رب سے باتیں کر لینا
 باں رب سے باتیں کر لینا
 وہ سذتا بھی ہے
 سمجھتا بھی ہے
 باں رب سے باتیں کر لینے سے
 گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے انسان

کہاں رپتی ہو کیسی ہو
 میری ہم نشیں تم کیسی ہو
 دنیا کے رواجون سے
 میں ہار بیٹھی ہوں
 خود ہی اپنے وجود سے
 اذجان ہوئی بیٹھی ہوں
 نفرت کی آگوں میں
 میں جھونکی گئی ہوں
 اپنوں کے رویوں سے
 میں تنگ آ گئی ہوں
 کہاں رپتی ہو، میری فریاد سذنے والی
 آکے کھڑے دو زہ پھر سے
 برا وقت ہے گزرجائے گا
 ایک وہ دن بھی آئے گا
 جب تم کھل کر مسکراوے گی
 کھڑے دو زہ پھر سے
 برا وقت ہے گزرجائے گا
 کانڈوں والی راہوں میں
 اکیلی ہی اب چلتی ہوں
 اپنے غم کے آنسو کو
 تکبی میں سماتی ہوں
 کوئی روتے دیکھ نہ لے یہ
 کوشش بھی کرتی ہوں
 اپنے چہرے پر سچی مسکراہٹ کو

کبھی نہ اب دیکھتی ہوں
 کہاں رہتی ہو، میری فریاد سذنے والی
 آکے کہہ دو نہ پھر سے
 برا وقت بے گزر جائے گا
 ایک وہ دن بھی آئے گا
 جب تم کھل کر مسکراوے گی
 کہہ دو نہ پھر سے
 برا وقت بے گزر جائے گا
 جن خوابوں کی دزیا میں میں رہتی تھی
 ان سے میں بے دخل ہوئی
 بدکردار گھمذی لڑکی
 اس نام سے میں مشور ہوئی
 آتے جاتے لوگوں سے
 الفاظ کے زخم لیتی ہوں
 کوئی دکھ نہ سمجھ پائے میرا
 اس بات پہ میں روتی ہوں
 اک بار گلے کو لگ جا پھر
 میں دزیا سے بار بیٹھی ہوں
 اور پھر کہہ دو نا مجھ سے
 برا وقت بے گزر جائے گا
 ایک وہ دن بھی آئے گا جب
 تم بھی کھل کر مسکراوے گی

Reply version

یہی ہوں میں، اچھی ہوں
 پاس نہ ہو کر بھی پاس تمہارے رہتی ہوں
 دزیا سے باری ہو
 خود پہ اب تم بھاری ہو
 نفرت میں جاتی ہو
 اپنؤں سے ال جھی ہو
 تم تنگ آ گئی ہو
 میں تم کو سذھے آئی ہوں
 پھر سے کہنے آئی ہوں
 برا وقت ہے گزر جائے گا
 ایک وہ دن بھی آئے گا
 جب تم کھل کر مسکراو گی
 کانڈوں کے راستے پر چلتی ہو
 غم کے آنسو پیتی ہو
 اشکوں سے بھتے گالوں کو
 تکیے میں چھپاتی پھرتی ہو
 چہرے پر مسکان سجا کر
 جہاں کو دھوکہ دیتی ہو
 میں یہی ہوں، اچھی ہوں
 پاس نہ ہو کر بھی پاس تمہارے رہتی ہوں
 نہ تسلی دینے آئی ہوں
 نہ حال بتانے آئی ہوں
 میں تم کو سذھے آئی ہوں

پھر سے کرنے آئی ہوں
 برا وقت ہے گزر جائے گا
 ایک وہ دن بھی آئے گا
 جب تم کھل کر مسکراو گی
 خوابوں سے روٹھی ہو،
 دیکھنے سے ڈرتی ہو
 گھمنڈی بھی کھلائی ہو
 الفاظ کے زخم کھائی ہو
 اپنا دکھ کسی کو نہ سمجھا پائی ہو
 میں تم کو سذجے آئی ہوں
 پاس نہ ہو کر بھی پاس تمہارے ہوں
 جب دل بھر جائے دزیا سے
 اپنی باڑیں مجھ سے کھنا
 میں بھی تھوڑی مشکل میں رہتی ہوں
 وقت کی کچھ ٹھوکر بھی کھاتی ہوں
 زندگی کے بے سلوکی کو میں بھی اب سستی ہوں
 پر امید خدا پر رکھتی ہوں---
 میں گلے لگانے آئی ہوں
 پھر سے کرنے آئی ہوں
 برا وقت ہے گزر جائے گا
 ایک وہ دن بھی آئے گا
 جب تم کھل کر مسکراو گی،
 باں کھل کر مسکراو گی---

سوال ہے مجھے خود سے
 میں کیوں بیکار ہوں
 سوال ہے مجھے خود سے
 میں کیوں پریشان ہوں
 سوال ہے مجھے خود سے
 میں کیوں نادان ہوں
 باں سوال ہے مجھے خود سے
 میں کیوں نافرمان ہوں
 سوال ہے مجھے خود سے
 میں کیوں ناکام ہوں
 سوال ہے مجھے خود سے
 میں کیوں رب سے دور ہوں
 سوال ہے مجھے خود سے
 میں کیوں ڈر سی جاتی ہوں
 باں سوال ہے مجھے خود سے
 میں ہی کیوں ہر چیز میں کم ہوں
 ای زندگی تو نے کیا کیا
 کبھی غم دیا تو کبھی خوش کیا
 کبھی سب چھین لیا تو کبھی سب کچھ دیا
 اے زندگی تو نے کیا کیا

بما رے سوالات، معاشرے کے جوابات-----

سوال۔ بیٹی بوئی ہے

جواب۔ بوجھ ہے

سوال۔ چلنے لگی ہے

جواب۔ ڈھنگ کے کپڑے پہناؤ

سوال۔ بڑی بو ربی ہے

جواب۔ گھر کے اندر رکھو

سوال۔ بھائی کے ساتھ کھیل ربی ہے

جواب۔ مرد کے کھیلوں سے دور رکھو

سوال۔ وہ اسکول گئی ہے

جواب۔ یہ اسکے جانے کی جگہ نہیں

سوال۔ کلاس میں اول آئی ہے

جواب۔ اسے کھانا بنانا سکھاؤ

سوال۔ پورے گھر کو سنبھالتی ہے

جواب۔ کوئی بڑی بات نہیں

سوال۔ وہ بنس مکھ بہت ہے

جواب۔ لڑکیاں زیادہ ہستی نہیں

سوال۔ وہ اداس روتنی ہے

جواب۔ لگتا ہے پیار کا روگ لگا ہے

سوال۔ باپ کی لاڈلی ہے

جواب۔ اتنا سر پر نہیں چڑھاؤ

سوال۔ وہ دکھنے میں اچھی ہے

جواب۔ ہاں تھوڑا رنگ کم ہے

سوال۔ مزار اسکا اچھا ہے

جواب۔ وہ تو بس دکھاوا ہے

ہم بیڑیوں کے
 کچھ ارمان بھی ہوتے ہیں
 جینے کے بھانے
 کچھ پرواز بھی ان کے ہوتے ہیں
 بھیگی ہوئی آنکھوں میں
 کچھ خواب سہانے ہوتے ہیں
 ڈپکے آنکھ سے بوندوں میں
 کچھ درد پرانے ہوتے ہیں
 اس دردِ ماضی میں
 بہت سے اپنے بھی ہوتے ہیں
 ہم بیڑیوں کے
 کچھ خواب سہانے ہوتے ہیں
 طور طریقے زمانے کے
 ہمیں ذبھانے ہوتے ہیں
 باپ کی عزت کو بھی
 ہمیں بچانے ہوتے ہیں
 تعلیم سے رشته بھی
 بیڑیوں کا کچھ ہوتا ہے
 اپنی زندگی کو اپنے ڈھنگ سے جینے کا

حق بھی بیٹی کو کچھ ہوتا ہے

ہم بیڑیوں کے

کچھ خواب سہانے ہوتے ہیں

بھیگی ہوئی آنکھوں میں

کچھ خواب سہانے ہوتے ہیں

ہاں ہم بیڑیوں کے

کچھ خواب سہانے ہوتے ہیں

کیوں بجهاتے ہو جلتے ہوئے دیپ کو
 ان کی بددعا لگے گی سارے زمانے کو
 چپ سا بریٹھا مشغول ہے وہ
 اندھیرے سے اجالے بنانے میں مشغول ہے وہ
 گر چھیڑو گے اس کو تو یوں جھنجھلانے گا وہ
 پھر زمانے کو بجھا کے رکھے گا وہ
 اس کی خاموشی کا مذاق نہ بناؤ تم
 خاموشی ہی رکھتا ہے پرواز بھی زمانے کی
 مت بجهاؤ جلتے ہوئے دیپ کو
 گر بجهاؤ گے تم ان خاموشیوں کو تو
 پھر زمانے کو پاؤ گے اندھیرے میں ڈوبا

اندھیری راتوں کی تنہا مسافر ہوں
 کسی ٹوٹی ڈالی کی سوکھی سی اک پھول ہو
 میں زندگی کے مسائل کے روپررو ہوں
 آنسوؤں کی بارش میں ڈوبی بشر ہوں
 جب بھی چپ سی صبحوں کو دیکھتی ہوں
 پھر اپنے مسائل کو لکھنا چاہتی ہوں
 دردِ زندگی کو کہنا چاہتی ہوں
 قیدِ لبوں کو میں کھولنا چاہتی ہوں
 اپنی زبان میں لاتی ہوں جیسے بلاکت
 اسی پھر آفتاب کو میں دیکھتی ہوں
 اور لبوں کو اک بار پھر قید کرتی ہوں
 اٹھ کر وباں سے میں پھر بھاگتی ہوں
 کرتی ہوں کوشش تنهائی سے دور ہوں
 اور کسی محفل میں جاکر میں بیٹھی رہوں
 محفل میں جیسے ہی جاتی ہوں
 اپنی گم سم زندگی کو پھر سُختی ہوں

اور پھر میں محفل سے کہیں دور بھاگتی ہوں
 اب ازدھیری راتوں کی تنهائی میں جل پری ہو
 ازدھیروں کو اپنی آبیں بتا ربی ہوں
 تاروں کو درد زندگی بتا ربی ہوں
 آنسوؤں کی بارش میں بھیگی جا ربی ہوں
 پھر کبھی آفتاب کو میں دیکھتی ہوں
 اور زمیں کو میں دیکھتی ہوں
 زین میں ان بن سی باتوں کو پھر سوچتی ہوں
 کیا میں ڈالی سے ٹوٹ کر زمیں پہ گر گئے ہوں
 یا فر کس کیڑے کی خوراک بن گئی ہوں
 میں زندگی کے کس مور پہ آگئے ہوں
 جہاں خد کی تحریر بھی نا لکھ پا ربی ہوں

لکھنا چاہتی ہوں کچھ بیتے لمحوں کو
 بیتے لمحوں کے سہانے دنوں کو
 اور کچھ یادوں کی کہاںیوں کو
 گڈھے گڈیوں کی شادیوں کو
 اپنے لہجے میں کہنا چاہتی ہوں
 امی کی پھٹی دوپٹی کی ساریوں کو
 ان گڑیوں کو اب بھی پہنانا چاہتی ہوں
 لیکر سہیلیوں کے سنگ اپنے گڈھے کو
 پھر سے میں وہ بارات جانا چاہتی ہوں
 نہے ہاتھوں سے پکے ان چاولوں کو
 اپنے کھلوانے والے برتنوں میں کھانا چاہتی ہوں
 سرد موسم میں سنگ سہیلیوں کے
 نکل جاتی تھی سرسوں کے کھیرتوں میں
 شبدزم سے بھرتے ان پھولوں کو
 تؤڑ لاتی تھی جب چپکے سے بوڑھے کسانوں سے
 ان پھولوں سے بنے باروں کو

اب بھی میں پہنا چاہتی ہوں
 ان سیلیوں کو لیکر
 میں پھر سے ان کھیتوں میں چھپنا چاہتی ہوں
 عصر کے بعد بچوں کے مجمو کو
 میں اب بھی دیکھنا چاہتی ہوں
 کچی زمین پہ لکیریں کھینچ کے
 میں اب بھی کھیلانا چاہتی ہوں
 رنگ برنگے بچپن کے ان کھیلوں میں
 میں اب گم ہو جانا چاہتی ہوں
 کھپرل کے گھروں کے دیواروں کو
 میں پھر مٹی سے لیپنا چاہتی ہوں
 بوڑھے بوڑھی کے ازدھیرے جھوپڑے کو
 میں بھوتوں کا گھر بول کر بھاگنا چاہتی ہوں
 گھروں سے چوری کر سبزیوں کو
 سیلیوں کے سنگ پھر سے پکانا چاہتی ہوں
 چازدنی راتوں کو آنگن میں سو کر
 امی سے کھا زیان سنا چاہتی ہوں
 آسمان میں ستاروں کو
 بچپن کی طرح گینزا چاہتی ہوں
 رمضان میں اصل نمازی بن کر
 ہم سایہ کے گھروں میں نمازیں پڑھنا چاہتی ہوں
 اللہ سے باربی ڈلوں کی خواہشوں کو
 میں پھر سے دعاؤں میں مانگنا چاہتی ہوں
 چازد راتوں میں لیکر مہذیوں کو
 دار و بدار پھر بھٹکنا چاہتی ہوں

اپنے کپڑے اور مہندیوں کو
 عیدوں میں سب کو جا کر دکھانا چاہتی ہوں
 ان عیدوں کے میلوں میں جا کے
 ایک بار پھر سے سیزیما دیکھنا چاہتی ہوں
 پان میں نشے کے جردے ملاکر
 سہیلیوں کو پھر سے کھلانا چاہتی ہوں
 سہیلیوں کے سنگ جھولے پہ بیٹھ کے
 پورے جوش میں بنس بنس کے رونا چاہتی ہوں
 بچپن کی ان سہیلیوں کو
 میں اب ڈھونڈنا چاہتی ہوں
 میں بچپن کی دنیا میں
 ایک بار گم ہو جانا چاہتی ہوں
 اپنی قلم کے جارئے سے
 میں پورے بچپن کو لکھنا چاہتی ہوں

گلستان کے بازاروں میں
 میں پھر سے لؤٹ آئی ہوں
 اپنے بی نام کی صدا
 میں ہوا میں ڈھونڈنے آئی ہوں
 وقت کے شدیشوں میں
 بکھرا ہوا عکس تھا میرا
 میں وہی ڈوٹا ہوا لمحة
 چپکے سے جوڑنے آئی ہوں
 گلستان کے بازاروں میں
 میں پھر سے لؤٹ آئی ہوں
 عہد تورنے والوں سے
 شکوہ نہیں اب مجھکو
 میں اپنے یقین کی نرمی کو
 پھر سے بچانے آئی ہوں
 زماں گرانے پر تلا مجھکو

مگر ہر بار سذبھل آئی ہوں
 گلستان کے بازاروں میں
 میں پھر سے لؤٹ آئی ہوں
 فریب آلود نگاہوں سے
 بچ کر رہنے آئی ہوں
 پھولوں کی بستی میں
 تھوڑی سی خوشبو چزنے آئی ہوں
 میں پھر سے لؤٹ آئی ہوں
 میں خود سے ملانے آئی ہوں
 گلستان کے بازاروں میں
 میں پھر سے لؤٹ آئی ہوں

ٻر کسی کے بارے میں کوئی لکھتا نہیں
 ٻر کوئی دل کا خاص ٻوتا نہیں
 میں سوچتی ٻوں میں خود کو لکھوں
 اپنے دل کی خاص میں بی تو ٻوں
 الفطون سے بھری زندگی لکھوں
 اپنے ٻر احساس کی کھانی لکھوں
 رنگ و روپ کو جب کھیں بھی لکھوں
 بس اک عام سی لڑکی لکھوں
 جب لکھوں کھیں اپنی تعلیم کو
 تو بس فل سٹاپ لکھوں
 ایک ادھوری سی ناتمام کھانی لکھوں
 میں لکھوں جب تو مسکراتا چہرہ لکھوں
 جس میں ٻزار غم کی لکیریں لکھوں
 جب لکھوں خود کی آزادی کی
 تو پنکھ کٹی پنچھی لکھوں
 ٻمدرد لکھوں جہاں بھی کھیں
 خدا کے سوا کسی کو نہ لکھوں
 میں لکھوں اگر پسندیده انسان تو
 میں خود کو لکھوں
 میں ایک ادھوری سی ناتمام کھانی لکھوں
 جس میں بی میں خود کو لکھوں

اے زندگی تو نے کیا کیا
 کبھی غم دیا تو کبھی خوش کیا
 کبھی سب چھین لیا تو کبھی سب کچھ دیا
 اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی اپنوں سے لڑایا تو کبھی سب سے ملایا
 کبھی بدّاعائیں دلایا تو کبھی دعائیں دلایا
 اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی نیکی کرایا تو کبھی چوری کرایا
 کبھی ایمان پہ لایا تو کبھی بے ایمان بنایا
 اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی عبادت کرایا تو کبھی قرآن پڑھایا
 کبھی جھوٹ بولا تو کبھی گانا گوایا
 اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی دولت دیا تو سکون چھین لیا
 کبھی سکون دیا تو دولت چھین لیا
 اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی جھوٹ بول کر مال بکوایا
 کبھی حلال کموایا تو کبھی حرام کموایا
 اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی تعریفیں سنائی تو کبھی طعنے سنایا

کبھی عزت دی تو کبھی بے عزت کرایا

اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی غریبوں پر ظلم کرایا تو کبھی ماؤن کو رلایا

کبھی حق کسی کا مارا تو کبھی ناحق کو حق دیا

اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی بے پردہ کرایا تو کبھی حرام رشتے بنوایا

کبھی کافروں میں ملایا تو کبھی اسلام پہ چلایا

اے زندگی تجھے کیا کروں ، تو نے یہ کیا کرایا

اے زندگی تو نے کیا کیا

اے ابن آدم

اے آدم کے بیٹے
 مجھے تم سے با�یں کرنی ہیں
 تم تو آدم کے بیٹے ہو
 پھر تم آدم جیسے کیوں نہیں
 تم تو مسلمان کھلاتے ہو
 پھر تم انسان جیسے کیوں نہیں
 کیوں تم بنتِ حوا کو
 بے بس کر کے رکھتے ہو
 کیوں تم بنتِ حوا کے
 جالم بن رہ جاتے ہو
 کیوں تم کسی کو کمزور سمجھ کر
 درد دے کر جاتے ہو
 کیوں تم پرذدوں کی طرح
 کسی کی عزت لے اُڑ جاتے ہو
 کیوں تم اپنے آپ کو
 جہیز کے مار مرواتے ہو
 کیوں تم خود کے ہی دشمن
 خود بن رہ جاتے ہو
 کیوں تم بنتِ حوا کی
 دیوار بن آ جاتے ہو

کیوں تم حرام کے رشتے میں
 بذتِ حوا کو لے آتے ہو
 کیوں تم کافروں کو
 حلال رشتے میں لے آتے ہو
 کیوں تم بذتِ حوا کو
 غلام بنا کر رکھتے ہو
 کیوں تم کلے کی طرح
 کسی کے جسم کو کھا جاتے ہو
 تم تو آدم کے بیٹے ہو
 پھر تم آدم جیسے کیوں نہیں
 تم تو مسلمان کھلاتے ہو
 پھر تم انسان جیسے کیوں نہیں

یہ بدنام زماں کیوں ہے
 یہ زماں تو پہلے جیسا بی ہے
 بان ! بر انسان خود غرض ہو گیا ہے اب
 یہ انسانوں کے چُگر میں
 پھر بدنام زماں کیوں ہے
 پہلے جیسے لوگ رہے ذہ اب
 حیا کی قادر کھو گئی ہے اب
 اپنوں میں محبت ذہ رہی ہے اب
 بر انسان کو انسان سے انا ہے اب
 پھر بدنام زماں کیوں ہے
 بر بات پہ جھوٹ عام ہوا ہے اب
 بر انسان بے ایمان ہوا ہے اب
 بر انسان حلال سے دور ہوا ہے اب
 بر انسان حرام سے جڑ گیا ہے اب
 پھر بدنام زماں کیوں ہے
 انسان تو حرام رشتے سے جڑا ہے اب
 بر انسان تو اسی میں خوش ہے اب
 قادر سے ڈھکا سر ملتا نہیں اب
 نظریں جھکی آنکھیں ملتی نہیں اب
 پھر بدنام زماں کیوں ہے
 اسلام کی باتوں سے لوگ ازجان ہے اب

قرآن کی تلاوت سے لوگ دور ہیں اب
ہے تو انسان کی بدنامی ہے
زمازہ تو پہلے جیسا ہی ہے
پھر بدنام زمازہ کیوں ہے

اس خود غرض دنیا میں
 اک شمع پھر سے بوجھ گئی
 جو پرواز رکھتی تھی
 آسمان چھونے کی
 وہ پھر سے زمین پہ آج گر گئی
 اک شمع پھر سے بوجھ گئی
 کچھ ایسے اس کے خواب تھے
 کچھ ایسے اس کے شوق تھے
 یہ خود غرض انسان نے
 اس کے خواب بھی توڑ دیے
 اس کے شوق بھی مار دیے
 اک شمع پھر سے بوجھ گئی
 جس کا کام روشنی دینا
 تاریکی کو دور بھگانا
 وہ شمع بھی آج بکھر گئی
 وہ شمع بھی آج بوجھ گئی
 پتھ نہیں اس فانی دنیا میں
 کتنی شمع بجهائی جائیگی
 پھر تاریکی کی دنیا میں
 شمع کھان سے لائی جائیگی

میری کہانی

میری کہانی میں خد لکھ ربی ٻوں
 میری خوبی اور خامی
 جو خد که ربی ٻوں
 میں کوئی حسیزہ نہیں ٻوں
 لیکن معصوم سی ٻوں
 میں بہادر سی ٻوں
 لیکن کبھی رو بھی دیتی ٻوں
 میں الجهن میں الجھی ٻوئی ٻوں
 لیکن ٻنسٹی بی ربتی ٻوں
 میں طعنوں کا زخم بھی کھاتی ٻوں
 لیکن اس پر مریم بھی لگاتی ٻوں
 میں دردوں کی دزیا میں غم ٻوں
 لیکن اس میں بھی خوشی ڏھونڈتی ٻوں
 میں تو اک شمع ٻوں
 لیکن اب بجھ سی گئی ٻوں
 میں حرام رشتے میں نہیں ٻوں
 لیکن حلال رشتے میں اچھی نہیں ٻوں
 میں راتوں کو جاگتی ٻوں
 لیکن اب رو بھی نہیں پاتی ٻوں
 میں خود کو فنا کرنا چاہتی ٻوں
 لیکن رب سے بھی ڏرتی ٻوں
 میں عبادت بھی کرتی ٻوں

ليڪن خطا بهي کر ديتی ٻون
 مين اميد تو سب پر کرتی ٻون
 ليڪن یقين رب په کرتی ٻون
 مين اللہ سے معافي تو مانگتی ٻون
 ليڪن دل سے نهين شايد

لڑکی ٻوں

نازک سی میں ٻوتی ٻوں
 ٻر بات کو میں سدھ لیتی ٻوں
 ٻڙسنه بولنے کی تهذیب
 بچپن سے بی سیکھتی ٻوں
 جھاڙو برتن، کھانا بنانا،
 یہ کام بھی میں بی کرتی ٻوں
 سب کی خوشیوں کے خاطر
 اپنی خوشیاں گزواتی ٻوں
 باں لڑکی ٻوں میں، لڑکی ٻوں

ٻر طبیعت میں کوئی خرابی
 برداشت اسے بھی کرتی ٻوں
 درد ون کو چھپا کر بھی
 سب کے سامنے ٻڙستی ٻوں
 لمبی، گوری، ناڻی، کالی
 یہ طعنے بھی سنتی ٻوں
 عزت سے رشته زبھانا یہ
 باٽیں بھی سنتی ٻوں

بائ لڑکی ٻوں میں، لڑکی ٻوں

کچن ٿمہارا اوفس ہے

بے کام ٿمہارا پیشا ہے

یہ بات ٻمیں

بچپن سے بتایا جاتا ہے

سلائی، بنائی، کرنا بھی

ٻمیں سکھایا جاتا ہے

سب کی عزّت یے کرنا

بے بات زبن میں رکھتی ٻوں

بائ لڑکی ٻوں میں، لڑکی ٻوں

بوئی ہے تکلیف ٻمیں

پھر بھی چپ رہ جاتی ٻوں

سسک سسک کر کونے میں

رو کے ہی رہ جاتی ٻوں

بائ لڑکی ٻوں میں، لڑکی ٻوں

اس جزیشن کی بہ لڑکی سے میں یہ کہوں گی کہ اگر زندگی میں اولاد چاہیے تو
خدا کے واسطے ملازمت کی زندگی  کو کبھی نہ اپنا۔ تم کبھی نہ کبھی ضرور
اپنی زندگی سے خوش ربو گی، لیکن تمہاری اولاد مان کے پیار سے کوسوں دور
ہو جائے گی، جو پیار وہ ڈیزرو کرتی ہے۔

اس لیے اگر زندگی میں اولاد کی خوشی چاہیے تو خدا کے واسطے اس کی خوشی
کے لیے تم ملازمت کی زندگی کبھی نہ اپنا، کیونکہ میں ایک جاب والی باب اور جاب
والی مان کی بیٹی بن کر زندگی گزار رہی ہوں۔ آج بھی اپنی مان کی کمی کو
محسوس کر کے روتی ہوں، چلاتی ہوں، لیکن کیا کروں۔
آج میری مان بھی جاب چھوڑنا چاہتی ہے، لیکن اب وہ گھر کے
حالات سے مجبور ہو گئی ہے اور اپنی بڑھتی عمر کے ساتھ بھی

Jab

کر رہی ہے۔

اس لیے تمام لڑکیوں سے میں یہ کہوں گی کہ اگر جاب والی زندگی چاہیے تو خدا کے
واسطے اولاد کی خواہش نہ کرے۔

.....

کچھ الفاظ جو کسی سے زہ بول پاتی ہوں---

آئی تھی دیکھنے

بیٹھی تھی میرے سربانے

پوچھتی تھی حال میرا

دوائی تھی پاؤں میرا

میرے آنسوؤں کو پوزچھی تھی تم

اپنے سینے سے لگائی تھی تم

اور پھر سے دوا کھلا کر چلی گئی

مجھے سلا کر چلی گئی

زندگی کی ملازمت میں پھر سے بھول گئی تم

میرا حال پوچھنا پھر سے بھول گئی تم

تمہاری بیٹی ہوں، آج رو ربی ہوں

سسک سسک کر میں تم سے کھڑی ربی ہوں

کسی کونے میں پڑی ہوں

آنسوؤں سے بھیگی پڑی ہوں

خود سے کھڑی بھی زہ ہو پا ربی ہوں

درد کی شدت سے چلا ربی ہوں

دوائی خود سے زہ لے پا ربی ہوں

زندگی میں خود کو اکیلا پا ربی ہوں

تمہاری کمی کو میں محسوس کر رہی ہوں
 اور میری ممتا کی چادر، آکے مجھ سے خیریت پوچھ لے
 میرے آنسوؤں کو اپنے دوپٹے میں پھر سے سکھا لے
 تمہاری بیٹی ہوں، آج پھر سے رو رہی ہوں
 تمہاری کمی کو ایک بار پھر مرض کی وجہ بتا رہی ہوں
 میں رو رہی ہوں، تمہیں کھوج رہی ہوں
 تمہاری شمع آج درد میں چلا رہی ہوں
 باں ماں، آج میں پھر سے خفا ہوں

 باں تم سے خفا ہوں
